کلامی سخن آفرین



مطبع کارنامہ لکھنؤ باہتمام محمد یعقوب طبع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد عالم آفرین را کو یکتائی علم — زو بعالم در وجود آورد آدم را

عنوان سخن ہی اوسکی نعت
ظاہر ہی وہی ہی نہان ہی
ہیچ اوس سی ہی ہی ورنہ ہی اوسی سی
ہر دلمین اوسی کی آرزو ہی
لازم ہی کہ کیجیی خموشی اب
وہ مست ہو نہین جو تشنہ آب
انگریزی ہوئی جو غدر کی بعد
علم عربی اوٹھا یہان سی
ناخواندہ ہزارون ہو گئی
ہنگام سخن زبان جو کھولین
دو قوم کی آئی پادری یہان

کی جسنی کتاب ہر تصنیف
وہ کامروا ہی جہان ہی
عشق اوس سی ہی عاشقی اوسی سی
ہر گل مین اوسی کی رنگ و بو ہی
ہی خوبتر اس سی چشم پوشی

ہر اک کو کیا اوسی نی پیدا
عالم مین ہی جلوہ سب اوسیکا
صورتگر نقش خاک ہی وہ
باہر ہی قلم سی اوسکی مدحت
ساقی مجھی آب آتشین دی

زان سپس عزم طرح این نگارستان چین
ہمچو مانی در بنان خویش میگیرم قلم

گم ہو گئی فارسی جہان سی
کیا دو بولی شکل کیا پیرایہ
عورت کو کہی مرد بولین
دانائی میں وہ استاد لقمان

چرچا انگریزی کا ہی ہر جا
بی بہرہ علوم دینوی سی
ہین پادری لوگ اونکی اوستاد
اک قوم تھی ساکنان جرمن

سب جلوہ اوسیکا جو ہر مین
بیٹا ہی نہ باپ نی ہی نہ با
سبحان اللہ پاک
گویائی مین کب ہی
کر لطف کہ ہم ہی کی ساقی
ہیں آنکھون مین
کھولی فلک سیاہ نی
مکتب خانی ہو ہی
واقف نہ رہی
بین سی کرتی ہین
امریکہ تھا دوسری

یون مین ایک شاعر	دانائی کی اور ہمین بھی سبب آباد	کہتا تھا وہ وعظ آشکارا	اک روز گذر ہوا ہمارا
و اوٹھا کچھ اور بر دآ	آخر ہوئی بحث مذہب آغاز	بینی کہا اوس سے ای خردمند	تدبیر کی دی رہائی کیونکر
مین نہیں ہی عقلکو دخل	بڑھتا ہی بغیر ہیچ یہ تحمل	کیا جانے نیت خداوند	کیونکر ہی مشیت خداوند
سکا وہ مصلحت سے خالی	فعل اوسکے نہیں ہین لاابالی	اک کام مین ہو مشکور مطلب	نی روح ہی آ سکے اور نہ قالب
وس سی چراغ بینش	طراح نقوش آفرینش	اوسنے جو یہ سن لیا بہ تعجیل	بولا مجھے دیکھے ایک انجیل
کہ بہت سے شہر دیکھے	اور مردم نیک جو دیکھے	تمسا نملا کوئی ہنرمند	اوس عالم غیب کی ہی سوگند
ہی جو باغ لکھنو ہی	دم سے تری اسکی آبرو ہی	ثانی نہیں شہر مین تمہارا	صورت سے ہوا یہ آشکارا
یکا ہمین تمسے مین ہوا بند	تم ایک مجھے ملے ہنرمند	جھوٹے نہیں آپکے قرینے	سچے ہین سب آپ کے نگینے
ہی کہ باصد زبان ازاری	کی ہی عربی مین تری کتابی	نادیرا اسی طرح سی تقریر	کرتا رہا وہ خرد ور پیر
ر پاک گیا وطن وہ مرد	یہان دلمین ہی اوسکے ہی جو سبھے	جیسی ہی قدر اوسنے جانی	مین بھی کرتا ہون قدر دانی
ہی اہل زمین ہم ہون سارے	یا چرخ ہزار چرخ مارے	اپنے فضل و ہنر کی سوگند	ایسا پیدا نہو خردمند
کے سدی کرسی ہی یہ اپنا مطلب	آگاہ جوان پیر ہون سب	گو شہر مین کم ہی نام اپنا	پہونچا ملکون کلام اپنا
مین ہو شعرای شہرۂ آفاق	رہتے ہین مر سخن کے مشتاق	عازم ہون کہ ایک نامہ لکھون	خط مشکین جسنامہ لکھون
کہ خط بتان سے خوشتر	ہر سطر ہو جسکی کان عنبر	باندھون سر خامہ پر عمامہ	لکھون خط عنبرین شمامہ
منظوم کرون مین وہ کہانی	جس پر کرے ابر در فشانی	احباب کو نذر دون وہ گوہر	ہو شرم سے جسکے لعل پتھر
ہر وہ کہ پاک گوہری مین	یکتا ہو نگاہ جوہری مین	گوہر وہ گران بہای شہوار	جسکا مہ و مشتری خریدار
دہر کہ ہو قبول شہرۂ شہر	آویزۂ گوش مردم دہر	سر سبز کرون وہ باغ جنت	دیکھین جسے لوگ بی قیامت
کا اوسکا ہو نافۂ مشک	جو باد خزان سے بھی نہو خشک	ہر برگ گیا ہو اوسکا طوبیٰ	حاصل ہو جہان کی تمنا

ہو وہین سطور اوسکا وہ شہر
اندیشہ مجھے مگر نہین ہی
اللہ کو خلق نے نہ جانا
معلوم نہین سپہر کا دور
مست اسپ قلم کو دو تک دو
دے آب حرام نیک فرجام
کہانا ہان نمک کا ای دوست
ہرگز نہین بھولتا کسی کو
واجد علی آفتاب طلعت
تیغ اوسکی ہی ذوالفقار ثانی
سلطان ملک سپہر فلک تخت
دو ان چہرہ ہی اوسکی کسکو تمثیل
تا عمر شہ جہان رہی وہ
زیبائے سریر ملک و اقلیم
نام اوسکا جہان مین ہی روشن
نیپال ہی لیکی بمبئی تک
انجم سے سوا ہی لشکر اوسکا
زندہ رہی تا دم قیامت

سیر اہب ان جس سے مردم شہر
بے عیب جو ہی بشر نہین ہے
بت کو اللہ کرکے مانا
ہر دم ہی زمانہ کا نیا طور
طے کرنی ہی راہ مدحت خسرو

گو نیک ہو پر ہی ڈر بدونکا
طعنے سے رہتی کوئی خالی
بیہوش مست اب مجکو زیادہ
تمکو کرنا ہی خوش بیانی
ساقی ترا چہرہ مجھکو قرآن

می فشانم لؤلؤ تر زابر دریای نظم
در بیان مدح دو شاہنشہ صاحب کرم

لعنت ہی اگرچہ بغلچی کو
شاہنشاہ سپہر صولت
نام اوسکا ہی فتح کی نشانی
صاحب اقبال و صاحب بخت
خورشید ہی جسکے در کی قندیل
محفوظ رہی جہان ہی وہ
مریخ ہی جسکے ڈر سے دو نیم
ہی خسرو ملک ہند و لندن
لی نام اوسکا جوان کو دوک
ہی لشکری اک سکندر اوسکا
رکھے اللہ اوسی سلامت

گو بندہ سے اب ہوا ہین آزاد
روزی دہ بیکسان محتاج
حاتم ہی فریدون دم نوازش
زینت دہ مسند فریدون
یارب جبتک کہ ہی یہ وہ زندہ
ای خامہ زبان ہی جو چاہیے شہد
ثانی نہین اوسکا ملک مین اب
ہمت مین ہی شیر سے زیادہ
کلکتہ سے تا حد خراسان
مہتاب ہی جسکی تابما سے
حاصل ہو ولی مراد اوسکی

کہتا ہی کمال ہا سدونکا
فردوسی و سعدی و زلالی
مانگو ساقی سے جام بادہ
کم رات ہی اور بڑی کہانی
زاہد تجھے دیکھکر پشیمان
کردے تو حلال مجکو یہ دو جام
جس سے ہی ملتا ہی گوشت او بو
لیکن نہین کسی بھولتی یاد
محتاج نواز و صاحب تاج
ہاتھ اوسکے ہین ابر بخشش
دارای زمین ستون گردون
چرخ اوسکا رہی غلام بندہ
لکھ حرف ثنای خسرو عہد
وکٹوریہ اوسکو کہتے ہین سب
ہو شیر اوسکی آگی مادہ
سب نام سے اوسکی ہین ہراسان
ہی زیر نگین بادشاہی
کرتی رہی خلق یاد اوسکی

ساقی رخ رشک ماہ دکھلا
بیہوش کو اک نگاہ دکھلا

انکھونسے یہ جو ہو وہ مخمور
مے دے اوسے خم لگا کے [illegible]

بعد مدح آن دو شہنشاہ گردون مرتبت می زنم در موجب تالیف این مثنوی رقم

ہے سخن نام سے کوئی شی
کو مر گیا نہ جہان سے مورا

دنیا مین ہی نام ہی غنیمت
ہی زندہ وہ جسکا نام [illegible]

اسکندر و بخت نصر و کاوس
تھی سبکو ہوای نام و ناموس

اقلیم کیے تباہ لڑ کے
انجام بنایا کیا بگڑ کے

تھا حیط ہر ایک کو اسی کا
جز نام نشان نہین کسی کا

اونمین سے ہی اک حکیم بیہوش
ہو یاد سبھی جسکے غم فراموش

اوصاف زمانہ ہی وہ موصوف
نام اوسکا ہی گور دیال معروف

شاہ ملک سخنوری ہی
خورشید سپہر شاعری ہی

جب گرم سخن ہو وہ سخنور
دی نقطہ کو آبروی گوہر

کرتے تھے سب گو اوسی نصیحت
اردو سی تھی اوسکو سخت نفرت

ہین ایک سخنور سخن سنج
ہی گنج وہی ستیز و بی رنج

خلق اونسے رہی ہی عمر بھر شاد
ہی نام اونکا گنیش پرشاد

سنتے ہین وہ روز و شب خوشی سے
لکھا ہی زبان انگلشی مین

نظم اونکی ہی بہتر از ثریا
نثر اونکی ہی آسمان کا تارا

ولد اونکا ہی وہ بنارس
ہی سنگ بھی جس جگہ کا پارس

لکھے خط اگر قلم سے ہر گز
اور جا ہی تغیر نامہ بر کے

ظاہر مین اگرچہ آدمی ہی
باطن مین فرشتہ خصلتی ہی

لکھا جو ہوئی وہ ور بیہوش
کہتا دریا ہی علم کی جوش

اک باغ مین سب تھی یکجا
ابر اک طرف آسمان اوٹھا

وہ باغ تھا رشک باغ مینو
شرمندہ گلونسی تھی گلرو

ہر چشم تبان تھی وہ کی نرگس
اوسکا زر گل دوائی مفلس

ہر خار مین اوسکے گل کی رنگت
ہر گل مین رخ پری کی صورت

گل مین رخ آشنا کا نقشہ
بیگانہ نہ سبزہ بھی تھا اوسکا

سوسن صفت چمن مین گویا
گل پھولی جو خار اوسمین بویا

ہر سبز تھی پھول سبزہ پامال
غنچونکی گرہ مین تھا زر و مال

جاروب کش چمن سحرگاہ
صرصر تھی نسیم بھی ہوا خواہ

سرو ایکطرف کشیدہ دامان
طاوس تھی اکطرف خرامان

مجموع خوشی وہ بوستان تھا
جو خار تھا شاخ زعفران تھا

ہر نخل مین سدرہ کی تھی باتیں
ہر برگ گیاہ اوسکا ابر

تھا عیش و نشاط حاصل اوسمین
گل ہوتی تھی غنچہ دل اوسمین

اوس باغ مین جمع جملہ اسباب
رکھا ہو سب خوشی کا اسباب

گاتی ہوئی اکطرف پریرو
سازندونکی چھیڑ چھاڑ یکسو

گانا اونکا تھا خندۂ گل
گذری یونہیں جو چند ساعت
بیہوش نے دیکھکر مے و جام
ڈھلنے لگی جام بادہ پیہم
زمزمہ نے ہلا دیا کمانچہ
جب دورہ مے ہوا پیاپے
دیکھا جو بیہوش نے اوسکو شاداں
یہ بانی قتل عشق بازاں
لاکھوں کیے اس نے جاں نثار
تقریر کا سلسلہ بڑھایا
بیہوش سے سب نے کرکے اصرار
نام اونکا ابھی تلک ہے باقی
گذری نہیں بعض سے سخن افزوں
عاشق کا جو ذکر ہو گا مشہور
ازبسکہ تھی خاطر اونکی منظور
یہہ نامہ لکھا خوشی کی ماری
یہہ نامہ کیا تمام میں نے
ساقی تری ہاتھوں کی میں قربان

سارنگی کی سر صفیر بلبل
گانے پہ نہ ہو سکی قناعت
پایا دور سپہر ہمکام
چلنے لگے ساغر دمادم
دف پر پڑنے لگا طمانچہ
بیہوش بھی پیکے ساغر مے
باہم کہنے لگے یہ تکرار
ہے باعث درد جانگدازاں
لاکھوں کو دیے ہیں اسنے آزار
عشاق کا حوصلہ گھٹایا
دامن لیا گل کا صورت خار
سننے کی ہیں لوگ اشتیاقی
جب حال اوسکا ہوا دگرگوں
نام آپکا جائیگا بہت دور
اس کہنے سے ہو گیا میں مجبور
مہتاب میں جڑ دیے ستارے
نامہ کو دیا ہے نام میں نے
جو کرتی ہیں میکشی کا ساماں

گانے جو لگیں وہ زیر و بم سے
میخوار تھے بسکہ اشتیاقی
کی نیست عنب سے گرم صحبت
بیٹھا کوئی جام بادہ بر کف
گو بادہ آتشیں تھی خود بر تب
کیف مے آتشیں سے مخمور
بولا کوئی عشق بد بلا ہے
بولا کوئی یہ عجب فسوں ہے
گو سینہ و دل ہیں اسکی ساغر
ناگہہ ذکر آیا برہمن کا
بولی شعرای باستانی
وہ حال قدیم تھا شنیدہ
تکلیف ہے نظم کہنی میں گر
احباب سے جب بلا نہ چارہ
گردوں پہ دہرا دمانہ ناچار
تھا گرچہ وہ خود عروس زیبا
پہلے خون جگر پیا ہے
بیہوش کو بھی شراب دے ہی دی

رخصت ہوئے عقل و ہوش سے بے
لایا جام شراب ساقی
مے کا پینا ہوا غنیمت
اوٹھا کوئی لیکے ہاتھ میں نے
تھا عالم آب میں ہر اک غرق
شیشہ سا ہو شراب میں جو برق
اس سے کیا کیا نہیں ہوا ہے
کہتے جسے عشق میں جنوں ہے
یہ صاف ہے درد سے بھی بدتر
یکتا تھا جو عاشقی کے فن کا
ایک ایک جو کہہ گئی کہانی
یہہ ذکر جدید و چشم دیدہ
راحت ہو جائیگی میسر
اقلیم سخن لیا اجارہ
دوڑایا سمند خامہ ناچار
بخشا ہے میں نے لباس دیبا
رنگین مضموں جب لکھا ہے
ہے چاندنی آفتاب سے کی

اب خامہ سی کرکی نی نوازی
دکھلاؤن نئی بان کی سحر سازی

قامت کی صفت کرون مین موزون
باندھون لغت زبان کی مضمون

هست آغاز بیان قصهٔ آن ماه جبین
رشتهٔ یک آن که بست زنار و با ناقوس هم

عالی مضمون لکھون فسانہ
چن لالون مین سنبلہ سی دانہ

ہر شعر ہو موی زلف شبگون
ہر بیت ہو خانہ فریدون

باندہون تو سے بلند مضمون
ہو جس سے زمین شعر گردون

دکھلاؤن سحر سامری مین
دون داد فن سخنوری مین

اک عشق کی داستان سناؤن
معنی کی مین جو صورتین دکھاؤن

ہی اب جو بیان عشقبازی
یون خامہ کی زبان درازی

یعنی کہ ہی لکھنو عجب باغ
ہی لالہ بھی اس چمن کا بیداغ

اس باغ کا خار غیرت گل
ہی طائر سدرہ اوسکا بلبل

یان حسن کی کان کوبکو ہی
کنعان سی زیادہ لکھنو ہی

حسن اک کوچہ مین بسہانکا
ہر کوچہ ہی حسن خیز یان کا

یان ہی ہی ایک ماہ پارا
ہی شہر مین جسکا ذکر و شہرہ

کرتی ہی وہ ساتنونکا شیشہ
ہر میلہ مین جاتی ہی ہمیشہ

صورت مین قمر جلال مین مہر
بیدرد و جفا شعار بی مہر

زلف اوسکی ہی شام روز مست
قد فتنہ حشر کی علامت

رفتار سی اوسکے سرو پامال
منہ غنچے کا اوسکے سا ہی لال

سر سرو قدم سی پاؤن اوسکے گہستا
لب دیکھکے اوسکے پستہ پیتا

میٹھی باتین بہت رسیلی
چھوٹی آنکھین بڑی نشیلی

باتون مین اگر وہ نت کہیلی
سامع لعل اور موتی رولی

صورت مین تو سادہ بھولی وہ زن
معنی مین عجب نگار پرفن

فرعون سی غرور مین زیادہ
بہیوس کیطرح مست بادہ

مشہور تمام لکھنؤ مین
مذکور اوسیکا کوبکو مین

با این ہمہ حسن دلفریبی
با این ہمہ لطف جامہ زیبی

ہی حقہ پلانی سی وسی کام
بازار مین بیٹھنا سر شام

دن دوپہر اوسنے سب کو لوٹا
اوس سی کوئی مال و زر نہ چھوٹا

لیتی دہمکی سی دولت و صبر
کرتی سر راہ سرقہ بالجبر

مشہور ہی شہر مین یہ پرفن
مرتی ہین امیر اور مہاجن

دیتا کوئی اشرفی کوئی زر
وہ آنکھ اوٹھاتی تھی ادہر

تہی سب کے دلونمین مشتعل آگ
ہوتی تہی کار گر کوئی لاگ

دیتی وہ بجای بنگ اگر زہر
لے جاتی خوشی سی مردم شہر

صدہا نی یہ دیکھکر قرینا
سیکھا تہا چار حقہ پینا

زہاد سی ورع و زہد چھوٹا
اور برہمنونکا کفر ٹوٹا

زنار سی رشتہ اک نکالا
تسبیح آخر بنا وہ مالا

میلہ گنگا کا آیا ناگاہ
پاس سب کے آتے تھی نشتی بار
گو نہیں جگر تہا سکو صہبا
مہجور رہان ہا وہ بیمار
ساقی می آتشین سی بھر جام
بیہوش اوٹھا وہ خامہ تیز
تم کرتی ہو بیت نظم تعمیر
محفل میں ہو جو عالم آب
مشہور جہان میں ہین اہل حال
اک شعلہ میں ہین گیے وہ لعل
ہر اک کو ہی شاعری کا غرہ
تقریر میں انکی اک خموشی
ظاہر ہو ہو ہین نشے کے آثار
کہتے یہ ہین انکے غافل
بیہوش ہو تم جو ہین وہ سرخوش
حنظل حنظل شکر شکر ہی
وہ غم وہ تم بخاطر شاد
سامان طریق می پرستی

لی پیشہ وہ رو نہی او سطرف راہ
دکھلاتی تھی یہ ہر اک کو انداز
اوسکو نہ خبر تھی اسکی اصلا
دام غم و رنج مین گرفتار
دوران زمانہ کا نہ بی نام

یہ بھی گئی وان برسم عادت
اک برہمن غریب زردار
جب میلہ چلا تو آئی یہ گھر
شاید نہ چلیں یہ وہ دنا مین
تو راہ کرم سی اگر کری یاد

دربیان میلہ آن عشرتستان باغ ایرانستان
نظم میسازم کزو شرمندہ گلزار ارم

ہون کشتی می یہ جملہ احباب
کوئی جیسے رستم اور کوئی زال
اک ہاتھ یہ لڑ رہی ہین دو لعل
ہی قافیہ انکا روزمرہ
دیدار سی انکو چشم پوشی
کہتے ہین سخنوران طرار
فاضل وہ ہی جو ہو گہر سی فاضل
کیا عینہ کری معاف آتش
کم رتبہ کب اشک سی گہر ہی
وہ قید مذاہب اور تم آزاد
آہی اٹھ پھر خمار و مستی

ہرچند تمہاری نہین ہمسر
دانا کوئی اور کوئی نادان
دریای سخن رواں ہوی ہین
خودکامی سی انکو دایما کام
بولین نہ جو لاکھ غل مچاؤ
باقی نہیں قدردانی علم
ہین گرچہ وہ خسرو بلاغت
گل گرچہ ہی جانشین بازار
لالہ کے جگر مین گرچہ ہی داغ
زاہد کا نہ انتم کرو خوف
گر فلک میں لاکھوں ہین پیچ

حاصل کیا نقد و مال و دولت
دل بھی اسکا ہوا خریدار
دو ہاتھ برنگ غنچہ پرزر
ادستاد سپہر ہین جفا مین
بیہوش بھی ایک لحظہ ہوشیار
مانگو ساقی سی جام لبریز
تم کرتی ہو شہر شعر تسخیر
نادان ہو ہی ہین جب سحر
بے سحر کوئی کوئی مرد میدان
مضمون کہیں جوان ہو ہی بیان
گالی بھی اگر دین ... ہی کی تمام
مانگو تو جواب بھی نہ پاؤ
معدوم ہوئی نشانی علم
پر تمکو خدا نے دی فضیلت
بیقدر ہی اوسکے سامنے خار
زر اصل ہی شمع محفل باغ
واجب ہی کہ خمکدہ ہو کافر
پی ساغر می ہی زندگی ہیچ

دیوانے ہین وہ تہ خشت خم کی
قلقل مین بھی خاصیت قم کی

اوس قصہ کا ذکر کیجیے پھر
ادل سی کیا ہی جسکو طالب

ملتا ہی رخ سخن پہ غازہ
کہتا ہی یہ داستان تازہ

منہ آگے مرے سخن مین کھولا
مجھسے دربار مین یہ بولا

آج ابر گھرا ہی آسمان پر
رحمت نازل ہی کہ جہان پر

اوس باغ کی مرغ ہین فرشتہ
ہو تازہ وہان گل برشتہ

وان میلہ ہی جمع ہین بہم یک
راہ ایکی تکتی ہی کی ایک ایک

خاطر شکنی نتھی گوارا
کیا تھا غیر از قبول چارا

تارون سی بھی فلک ہوا مغرق
دکھلایا شفق نے رنگ زراق

راہی ہوئی گلشن باغ کو سب
جان ایک بھی اور حسرت غالب

آیا جو نظر وہ تازہ گلشن
آنکھین ہوئین دیکھنی سی روشن

بازار لگا ہوا دو رستہ
بکتے ہوئے پھول دستہ دستہ

القصہ ہان جب پہونچے ہم سب
صوفی طبعان رند مشرب

دیکھا کہ ہی ایک شامیانہ
گرد اوسکے کھڑا ہوا زمانہ

پوچھا کہ یہ کونسا بشر ہی
انسان پری ہی یا قمر ہی

معلوم ہوا کہ ہی وہ ساقن
جس پر ہی فریفتہ برہمن

سنکر ہوا اشتیاق دونا
دیکھا تو ہی حور کا نمونا

شرمندہ لبون سی اوسکے عیسیٰ
ہی اوسکا جمال رشک کا

ہر چند نہین سخن کا ہنگام
پر تمکو بجز سخن نہین کام

دستان زن نغمہ خانۂ عشق
ناوک فگن نشانۂ عشق

ہی راج نراین اک مرا دوست
واللہ کہ زجملہ خلق نیکوست

گاہی بسر ترانۂ عشق
وہی نظم کرین فسانۂ عشق

جب کام سی ہو فراغ تمکو
لیجاؤنگا عیش باغ تمکو

نرگس بھی نہین وہان کی آنکھی
وہ باغ ہی یا ارم با سے

ڈوبی خورشید جب سر شام
چلیے تو وہین اب کے ہنگام

القصہ جو جام ساقی شرق
نعمخانۂ غرب مین ہوا غرق

جب لایا ہی یار غمخوار
میلہ کی لیے ہوا مین تیار

پیتے ہوے ساغر دمادم
سب باغ مین جا کے پہونچے باہم

ہر سمت تہان رشک خورشید
ہر گوشہ مین نغمہ زن تھی ناہید

پانی کی برسنے سے وہ گلزار
ہر ایک جگہہ تھا بحر زخار

پہلے میلہ کی جا کی کی سیر
جب دیکھہ کی میلہ آئی باخیر

ہی آمد و شد کی راہ مسدود
ہی عابد و ہین ہی ایک معبود

پروانہ کیطرح لوگ ہین جمع
کس بزم کی تھی نازنین شمع

دہلیز اسکی نہم فلک ہی
ہی حور نہین کہ آدمی ہی

خورشید سے بھی بڑہ کی وہ پری ہی
زردی اوسکے حسد سے جعفری ہی

گل دیکھہ کی اوسکا روی خندان
ٹکڑے ہی کئے وہین گریبان

سنبلہ غنچہ کا رشک سی بگڑ جاتی ہی
ناگاہ خبر جو اوسنے پائی
بہتر نہین پاس کسی کی جا ہی
آخر کو مجھکو ہوا یہ معلوم
ہو مے سی کوئی نشہ مین مخمور
بیہوش ہی اب فضول جینا
مرتا ہی مسیح کے الم مین
ساقی سمجھے مست بادہ
یہہ معرکہ کا ہی وقت بیہوش
دو داد فنون شعر گوئی
وہ تازہ بیان کر دو لطیفہ
سنکر جو عمل کرین اسی پر
کیا خوب ہی جانور مین عادت
جو آدمی اس سی بیخبر ہی
جو جو کہ ہین بندہ الٰہی
نفرت ہی بتان بدگہر سی
سمندر مین سیاہ جو انکی کوئی
جو پاس تھی روز آتی جاتی

سرو بستان نہ ہین ہین گر جاتی
اوٹھہ کر مری پاس شوخی آئی
فرحت افزا ہی دلکشا ہی
ہر شخص سے ہی ہر کسی کا مقسوم
کوئی ہو خمار رنج مین جو
کہہ قصہ رنج آزردہ سند
جاتی ہی جان سکے اور دم مین
ساغر مین بہر اب بہر کے

مین دیکھ کی یہ تمام سامان
بولی بہزار عجز و منت
یو نہین کہین مجھسی لاکہون باتین
موتی دریا مین ایک پایے
یون بھی کبھی عمر آسمان ہی
وہ درد مین ہا ہی ناچار
کہتا ہون مین ہی سخن مین یکتا اب
تو گرم سخن مین ہو سر دو خامش

در بیان حال آن مسکین بہمہ تن نظم ہا ست
کو وجود خود شمرد از ہجر جانان کالعدم

جو ہی عشاق کا وظیفہ
عاشق ہو یکسر کوئی کبھی
ہم شکل پہ دیکھکر مصیبت
وہ جانور وسی بھی بہتر ہی
ہم اونکی کرینگی خیرخواہی
مرجاتی جای انکی در پہ
کرتی نہین اوس سی تنگ کوئی
برسون صورت نہین دکہاتی

ظاہر مین تو کرتی ہو نصیحت
دل دیتی نہ جہہ تن مین پھر دل
کہتا نہین اوس طرح تو مین کام
شاید یہہ سمجھ کے لوگ ہین
اے خامہ بیان کر اب کہانی
ظاہر مین ہین خوش شتاب جلاد
بیہوش سے پوچھی کوئی یہ حال
جنکے بالین یہ رہتی تھی جا

بیٹھا بستر پہ آکی قدردان
یہ باغ ہی رشک باغ جنت
کہین اوسنے محبتونکی گھاتین
اور دو سہر بکو نہونک کہا کے
تیر فلکی کا قد کمان ہی
نکل ہا شہو نہین کہای بانہم فال
جو ہی کہیے کا اصل مطلب
تو ہوش مین اتنے ہی نہین بیہوش
لازم رہنا نہین ہی خموش
دوڑا اوسمند خامہ پوئی
باطن مین ہی یہ مقام عشرت
پیش آئی نہ پھر دلونکو مشکل
دکھلا ہی اگرچہ سختی ایام
باتون کو مری حدیث جانین
ہی تجھپہ ختم نکتہ دانی
شکل انکی سخی ہی دل ہی منحوس
دل جسکا ہو امثال غربال
تنہا مسند دل پہ جسکا تکیا

شکل اونکی ہوئی یہ شکل عنقا
تقدیر جو ہو گئی ہی ناساز
اب مجھسے سنو مثال اسکی
ہر چند سے خاطر اوسکی آزاد
ظاہر مین نہ عشق سے تہا آگاہ
خوش چشموں کے سامنے نہ آتا
بیہوش کیطرح رند مشرب
اکدن گیا میلہ مین برہمن
ناگہ جو نظر وہ مہوش آیا
عاشق تہا ہزار جان سے وہ
یہ جان سے اوسکا عاشق زار
جانان کے جو جانے کا الم تہا
بیتابی سے تھی نہ تاب تن مین
سایہ سی ہو گیا ہی جن کا
کرتا تہا کوئی دریغ و افسوس
دو اک منجم اوسکے ہمدم
ماہ اسکا ابھی محاق مین ہے
آخر تو یہ ہو چکا ہی ناکام

پھر دوسرے ہی روز نہین نہ دیکھا
دیتا نہین چین گر قسمت آوارا
باتین کہون جسب حال اوسکے
تہا غم مین بھی ایسا وہ دلشاد
بھولی سی کبھی چلا نہ یہ راہ
آنکہہ آہو دست سے جو پایا
عیبت اوسمین جہان بہر کی تہی زیب
ناگہ نظر آگئی وہ سیاہ تن
میلے ہی نظارہ مین غش آیا
آیا اسکی دکان پر وہ
وہ شکل سی اسکے سمت نظر آئی
اپنے مرنے کا سچ کم تہا
زنار رگین ہوئین بدن مین
یا نور پری کا ایسی دیکھا
نالان تہا کوئی مثال ناقوس
جو آئی بھی تھی خموش و غمگین
خورشید خود احتراق مین ہے
کر بیٹھے نہ خودکشی کا اقدام

اب ہوش نہین ہی اوسکے سر مین
بیہوش ہی کچھ نہین فقط ہی
تہا ایک ٹھور مین برہمن
گنگا کی نہانی والی ہر سال
میلے قرگان دیکھے تہا کے
باطن مین ولیک مست تہا وہ
پیتا تہا مدام بادۂ ناب
دیکھا اونسے جو وہ رخ خوب
ہشیار نہال بہت سنبھالا
یہ شیفتہ اوس رخ نکو پر
جب میلہ چلا تو آئے گہر
کہتا کبھی تو پیچ مثل مار
جب برہمنون نے ماجرا یہ
بیٹھے تھے جو وان طبیب اک دو
دیتا کوئی کھانیکو کوئی چیز
بولے کہ زوال ہی قمر کا
دو اک قانون دان ہشیار
آغاز مرض ابھی ہی اسکو

جہکے کیطرح ہی جینح گہر مین
اک شہر کا حال اسی نمط ہی
دانا دل و ہوشیار و پر فن
دیتے تھے اوسے بہت زر و مال
جنکو کہتے ہین برچھی والے
میخوار تہا مے پرست تہا وہ
رکہتا تہا بہم خوشی کا اسباب
دل لگا ہوا او رہی کچھ اسلوب
منہ سے کبھی نہ یہ سخن نکالا
اوسکو نہ نظر تھی اسکے اوپر
وان رہگیا وہ غریب مضطر
گہتا کبھی سر بہ رنگ خامہ
دیکھا غم و درد سے کہا یہ
تجویز رہی تھی سنت بدنیک
کرتا کوئی نخلخہ کی تجویز
ہی اوس سے یہ حال اس شہر کا
بولے یہ جنون کی ہین آثار
انجام بہت برا ہی دیکھو

لیجاؤ اسے نکال گھر سے
وہ اپنے ہی یہان ہین تھا غافل
سے نے یار پر اعتبار تھا کچھ
تربت ہی اگر تو ہم ہین
کرتا کبھی تہا ان سی تقریر
ہنستے ہی سہی تہا اوسی کا م
کہتا تہا جو عیش ہر طرف سے
بہرتا کبھی سینہ و دم سرد
محفل مین تمنے سحر عیسی دکھا دیا
الله ری بیقراری ہجر تنہائی کی
عزیز کا غم نہ فکر ہی جینے کی ہجر مین
سودائی لف یار کا مارا ہوا نہین
خاموش اہل بزم ہوے رقص دیکھکر
روتا کبھی سنکے درد فرقت
عشاق کچھ اس سے بھی زیادہ
دوران سپہر اسی طرح ہی
بیہوش کی نزہت ہی آمد
بیہوش پہر اب ہی عجب چیز

پوچھو تدبیر دل اگر سے
قابو مین جان تہی تہا دل
نے دل ہی یہ اختیار تہا کچھ
ایدہ و شوخ دوست کا ہو دشمن
کہتا کبھی داغ گون ہی تقدیر
کبھی شور و فغان ہی اوسکو آرام
اس وقت کو بیت پر شرف ہے

تجویز رہے تہے یونہین جوگ
حیران وہ اپنی کار مین تہا
کہتا تہا کبھی کہ ہی پریوش
دنیا ہی سی گذرتی ہین ہم
بیتابی پر اپنے زار روتا
دلتنگی سے تہا یہ اوسکا عالم
اوستاد کا ہی کلام صادق

غزل

شہو کر خفتگان عدم کو جگا دیا
نالون نے میرے عرش بریں کو ہلا دیا
سمجھے شکر جو زہر کہ پینی کہلا دیا
جان آگئی جو مشک کسینی سنگھا دیا
بت صورتون کو تمنی ہیولا بنا دیا
ہنستا دیکھ کے اپنی صورت
ہوتے رہے ہین بلند ارادہ
ہی رنج کبھی کبھی فرح ہی

ایا نظر زمین پہ نور چراغ طور
جسنی بیان کیا ہی ماجرای دل
اسی بت سی خدا نی مجھے اپنکا لیا
کیا ذکر سرخی لب کا گلگونہ کیجیے
الله ری نصیب ہمارے کہ یار نے
تہا کام ہی اہم اوسکو
کہاے ہین سب ان نی زخم تن پر
ساقی قدح شراب بھی بہر

نامہ عاشق بہ معشوق است حال از من شنو
وہ چہ معشوقی کہ چون او آمد اندر ہر گہم

جانانہ مگر کسی نے دی روگ
پامال خزان بہار مین تہا
تا چند رہیگا تند و سرکش
جیتے رہین آگئی ہین ہم
مثل ابر بہار روتا
مرنیکی خوشی تہی نہ زیست کا غم
انسان نہو کسی پہ عاشق
پڑہتا کبھی یہ غزل بصد درد
برقع جو تمنی چہرہ سی اپنی اوٹھا دیا
سچ سچ یہ ہی کہ یار کے گہر کا پتا دیا
جسنی جلال رخ کو ترے شمع کا دیا
لالہ کو داغ عیب کا جسنی لگا دیا
بیہوش تہی پہر ساغر خود پلا دیا
ہوتی یونہین صبح و شام اوسکو
کچھ حصر نہین ہی برہمن پر
ہو شیشہ کا رقص و دور ساغر
اس سی کرتا ہو تمہین خوشامد
لگرتی ہی وہ چند عقل و تمیز

مردہ بھی تو ہو دم مین جانبر آ / بوڑھی مین ابی کی ہو جوانی کا اثر
می داروی مردم جوان ہے / می باعث پیری مغان ہے

می پیتے ہین جس سے رندان آفاق / می ہی دل عاشقان کو تریاق
می پی کی ہون رنج دل فراموش / مخصوص ہی می ابی دو بیہوش

جسکو نہین کچھ جہان کی فکر / ہر دم وہ کری شراب کا ذکر
ساقی نامہ ہی اوسکو ازبر / پڑھتا ہی مدام خط ساغر

مانگی جو وہ کیف می مین ہو چور / پانی کی بجای آب انگور
ساغر اوسکا ہوا ہی جلو / می کو کہتا ہی نوشدارو

جو چاہیے کہ رنج بھول جاے / جام صہبا کو منہ لگائی
جسنے کہ خزائین دیکھی ہین سنج / کہتا ہی وہ بلبل نوا سنج

اوس کشتۂ تیغ رنج و غم نے / اوس شیفتۂ رخ صنم نے
جب صدمۂ غم بہت اوٹھایا / آخر اک مرد ہاتھہ آیا

دانای زمانہ و فسون ساز / کرتا تھا بیان مرغ پرواز
جادو مین تھا اوسکو سقدر دخل / اکدم مین نکالتا تخم سی نخل

علم عربی مین نامور تھا / اخفش سی بھی کچھ زیادہ تر تھا
معنی کی بیان سے لطف پایا / منطق سی نتیجہ ہاتھہ آیا

اوستاد زمانہ تھا ادب مین / تھا علم کلام اوسکے لب مین
کہتا ہی نہ تھا غلط کوئی حرف / عمر اوسکی ہوئی تھی ایسی مین صرف

تھا ہندسہ دانی مین بھی اوستاد / تھی شکل عروس خوب اوسے یاد
معشوق کی گھر سی بھی تھا آگاہ / رکھتا تھا اوسکی جدا یہ جاہ

اک روز جوان کا دیکھکر حال / سمجھا کہ یہ ہی وہ اوسکا پامال
رنگ اسکا اوسکی غم مین زرد ہے / اوسدم تو رہا خموش وہ مرد

تھا جو ہوا وہ مرد جانباز / پوچھا اسنے کہ کیا ہی راز
عاشق نی وہ ماجرا کہا سب / یہہ سنکے اوٹھہ کھڑا ہوا مودب

کی عرض کہ مرغ میری جان کا / فرمان ہی وہی ابرو کی کمان کا
پرمال سے تھا جو ہاتھہ خالی / سر پر غم ہجر کی بلا لی

رکھتا ہون نہین اک ہمراہ مرد / جو اوسکی مکان سے بھی ہی آگاہ
خط اپکا وہ جوان جو پائے / لیجای جواب جلد لائے

جاتا جو جوان نی اوسکو ہمدم / بولا ہنسکر کہ ای جوان مرد
قسمت مری تجھکو کھینچ لائے / صد شکر جناب کبریائی

مجھکو نہین عذر تو جو لی بھیج / لی یار مگر ہی زندگی ہیچ
جو چاہی سوز دراہ لیجا / ہر اک خط داد خواہ لیجا

جی جاو نہین تجھے ہو جو کام / ای عیسی وقت دل مرا تھام
بولا وہ کہ لکھنو نہین دور / جاتا ہی تمام دن مین مزدور

جائیگا جو لکھیے آپ نامہ / یہہ سنکے اوٹھایا اوسنی خامہ
عاشق نی وہ لکھا غم کا مضمون / اک لفظ مین سو ہزار افسون

جب انکو کسی طرح نہو رنج ہوتی ہین ہزار آتش و پیچ
ہاں لائی ہو وہم جو خط وہان سے لیجاؤ جواب بھی یہان سے

جواب معشوقہ جفا شعار بعاشق مفتون بیقرار

کیونکے منگا گے کلک و قرطاس لکھا مضمون حسرت و یاس

تعریف کے وہ خدا ہی قابل جسکا نہیں کوئی ہی مقابل
واحد ہی وہ جہان مین مشہور یکتا ہی وہی کہ عیب سے دور

وہ صانع کارگاہ ایجاد شاگرد ہین سب وہ سب کا استاد
وہ جابر خاطر شکستہ وہ عقدہ کشای کار بستہ

جتنے ہین جہان بھر مین عشاق سب اوسکے ہی جلوہ کی ہین مشتاق
اوسنے مجھے بی نیاز ہر دم اوسنے ہر زبان ازبان دین

اوسنے کیا تمکو مجھپہ شیدا سب جلوہ اوسیکا ہی ہویدا
جو آپکے دلمین آرزو ہو لازم ہی کہ اوس سے گفتگو ہو

اوقات عزیز کرکی کچھ صرف خط مین جو لکھے ہین آپنے حرف
معلوم ہوا مجھی مضمون مجبور ہون لیکن ہی برہمن

انگریز ہی اگر عمل نہوتا اندیشہ کا یہ محل نہوتا
تلوار نکال کر سر دست کرتی تیری لکی جو حالی پست

پر قتل عمد کے ہین جو کھٹکے دل سینہ مین کسطرح نہ بھٹکے
اس جرم کا کرتی ہین جو اقدام ہوتا ہی بہت برا انکا انجام

کیا خوب کہہ گیا ہی استاد تدبیر نہ بھولی آدمی زاد
سرور کی خاک دریہ رہ گرو کیا خوب جہل ہی ہوش بکرو

بتہی جو زمین فرش پر تم پرواز کرو نہ عرش پر تم
کیا چیز ہی عشق و عاشقانہ ہی دی ہمکو خدا نے بی نیازی

رکھتے نہیں مال و زر کی خواہش ہو جسکے سبب سے جی کو کاہش
ہرچند لطیف چیز زر ہے ہمکو نہیں مال پر نظر ہے

قارونکا خزینہ ہو جو سوغات رکھتے نہیں ہم غرور للات
پھر ایسا زبان سی مت نکالو چچنیچ انہی ہیا فرج اسنبھالو

سچ ہی ہی مرد ہی خردور جو حد سے نہ رکھے پانون باہر
اندازہ کی بات ہوتی ہی خوب سالک ہی نہو دین پہ آ مجذوب

سیکھو سنو اب بھی آدرہ پر بس ختم سخن ہی اسجگہ پر
جب لکھہ چکی وہ بکی اوسکو وہ خط بولی چلو جاو دور الفقط

یہ سنکے بعد ہزار افسوس خط لیکے چلا وہ مرد مایوس
سیہہ تمانگران کی آہی کب وہ لیکر خبر اوس صنم کی بات

کب ہجر کا درد دل سے جائے سمجھون وصال کب کہلائے
ناگاہ آیا برید محروم عشق سے ہوئی غمکی جائین دیموم

جب خط کی لفافہ کو کیا چاک دیکھا وہ تمام حال غمناک
دل سینے مین دم مین خون ہو گیا تدبیر نکر سکا فلاطون

عاجز ہوا اپنی جان سے وہ — دل تنگ تھا ملال سے وہ

باندھا تھا ننھی سی گھوڑی پر زین — گویا سب غم کے تھے پشکین

آنکھوں میں وہ کیا یا خواب نے زور — جاگے فراق رہزن و چور

برگشتہ تھا اس سے جو کہ اقبال — ہو کے آئے چورا کے لگی حال

بیدار جو خواب سے ہوا وہ — شب کا تھا جو ماجرا سنا وہ

یہ قصد ابھی جگہ سے چھوڑ کر — منہ جنت لکھنؤ کو موڑ کر

معشوقوں کا رنگ اسی طرح سے — پر زہر اجل بھی ہے قدح سے

ساقی بھی لگیں جنت — کرتے ہیں فرشتے جس کی رغبت

تا چند فغان و آہ و زاری

رندی تمہیں حق کی بندگی ہے

سیکھو آئین مے پرستی — ایجاد کرو طریق مستی

تم میکدہ میں کرو جو میلہ — ہو پیر مغاں کا شیخ چیلہ

دی ہمکو نظر بہ اشکباری — طاعت کا ثواب دو ادا کی

جب سینہ میں نشہ کا عالم — ہو جام شراب ساغر جم

یعنی گذری جو روز کی چند — وہ وصل صنم کا آرزو مند

جب شور ہوا تو بن بلائے — رخصت کرنے کو لوگ آئے

کہتا تھا کہ جاؤں لکھنؤ میں — حاصل کروں اپنی آرزو میں

سمجھانے لگے کہ ابھی ہے آباد — کرتا کہیں آدمی ہے برباد

بسکہ گشتم عمرہا چون آسیا بر جای خود
از برای رہروی اکنون سر آمد پا ہم

جب شب ہو ماہ تاب تابان — آیا افلاک پر ستارا بان

دن کا نہ رہا ظہور بالکل — خورشید کے شمع ہو گئی گل

سویا عاشق بھی اپنے غم میں — جان تن میں نہ تھی نہ دم تھا تن میں

جب صبح کو آفتاب نے آ — دوڑایا سپہر پر کہ گھوڑا

غم دل میں جو تھا ہوا وہ دونا — وہ غم کہ تھا ہجر کا نمونا

چلنا ہی بھی تمہیں بہت دو — الفت نے کیا ہے کچھ تعجب

کیا جانے کوئی کہ شعبدہ چرخ — ہے گر یہ ہو گیا نغمہ چرخ

سے ہاتھ سے اپنے جلد پھر کر — گر رحم اگر کیا وہ گردش کی

بیہوش گرو شراب اگر دو

مے نوشی میں لطف زندگی ہے

سہرا ہے مغاں کا ہے پہ رکھو — لذت مے آتشیں کی چکھو

زاہد کریں عیب فیونکی طاعت — ہو دوست سے بھی کلام ساعت

جس وقت کرے گو جام مینا — آئینہ ہو میکشوں کا سینا

کرنا ہی جو راہ یار طے اب — یوں نامہ ہوا خوشی میں لکھ کب

اپنی تدبیر ہی نہ جو کا — عازم ہوا شہر لکھنؤ کا

گریاں تھے ہیں عزیز و خویشاں — سب جمع تھے گھر میں پریشان

تھے جمع وہاں جو شب بد و نیک — ہشیار تھے او لطف میں ایک

سچ کہتے ہیں ان میں اور زر — تینوں خیر ہیں ان میں فتنہ کا گھر

ان عورتوں سی عشق ہی میرا
کیا شکوہ اگر کرین یہ ایذا
جن فعل ہی ہووے سو بیجا
یہ راہ ہی ہفتخوان سی مشکل
ان عورتوں سے حذر کی جا ہی
رسم انکی سمجھ بہا نہین ہی
رنگ انکا جہان ہی نرالا
دیکھین یہ جسے نگاہ بھر کے
نکلی کی سعادتین دعائین
ہوتا جب دل مین ہو محبت
زنار بنا ہی طوق گردن
جینا نہین آپ بھی گوارا
کہہ سکے یہ لکھنو کی راہ
منزل سفر او مضطر آیا
آخر کیسہ کا غضب توڑا
دانتد عجب جبر ہی زر
سچ ہی یہ مثل نہو جو پیسا
القصہ لگے جو مال پانے

بی مہر ہین گرچہ ہین جو خورشید
انکو نہین لگاؤ زبان یا
کرتا ہی ہر آدمی وشش و پنچ
چھوٹے رستم کا بھی یہان سانس
جوان سے ٹھہرا ہی وہ ٹہلی
ان ظالموں مین وفا نہین ہی
صورت گوری ہی دل ہی کالا
فورا مرجائے آہ بھر کی
دیوانہ ہو جسکی لعن بلا مین
ہی جنہ اوس آگ کو ملامت
اک بت کا چاہ چھین مین
اک زن کے ساتھ سی ہی ہارا
اوس عشق نے قصہ کو تمام
آخر دہ دلربا پر آیا
بخشا اوسے نقد مال چھوٹا
کل نقد سی ہی جیتا تھا افسر
پرسان نہو وقت کیسا
ہاتھوں اسکے کھلے خدائی

طوبی ہین مگر بنا و مقصود
بیداد کا دونام گھٹا
عشق ایک عجب بلا ہی کہی
عاشق نہ کسی ہو عمر ہو دست
نکلے نہین انکا شغل وعشقیہ
اک رحم نہین انکی سیکڑون بھر
ان ماہ رخو نکی مہر ہی خشم
سینے مین صفا نہین ہی انکی
یہ سنگی رہی تا سا ہو نکی
عاشق ہون جمال ہستین کا
آزاد کی اپنی بندگی ہی
خواہان ہون کہ اپنی جی جیسے جان
جو مال و متاع ہاتھ آیا
پرحیف وہ چاہتا ہی ہیہات
زردیکھ کے تازہ روئی ہو فی
زر کا ہو ای بی گھیان ہی
کیا مصرع خوب کہا ہی
مخلوط اوس سی ہونی نہایت

ان سے لگتی ہی بی سو جو
حیران کا مراد نام رکھا
پوشیدہ ہین اوربلا کی
آزاد کو کسنے کر لیا بند
بیداد ہی کرتے ہین ہمیشہ
ہی شہد مین انکی اگندہ زہر
آہو ہین ہیہ نرسی ہی چشم
زلفون مین وفا نہین ہی انکی
آیا سبب پر عتاب اسکو
دل ہو لو ہوا چہرہ وقت کا
عریانی مین ہمارہی زندگی ہی
مرجاؤن تو جان ناتہ رہ پاؤ
تنہا اوسی لیکی ساتھ آیا
انجام نہو نی پائی اکرات
آمادہ گفتگو ہوئی وہ
نہ قوت نہ پنجہ شہان ہی
ہانہ بات دیکھی سی جنیتا
کرسنے لگی رحمت عنایت

یکچند جو گذری اسطرح پر
باتوں سے ہی تیر درد پیدا
باتیں کرنے لگی جو وہ زن
دلبری جو اوسکی تھی وہ اگلی
پیدا ہوئی مجکو زندگی کی
بہولا غم ہجر کی مصیبت
یون بھی کبھی کسی کا اسلوب
گردش میں جو لائی تو کلالی
بیہوش ہے محبت ہی تو
می تیری ہی حکم سے ہی جاری
پستوں کا خضر راہ ہی تو
ہی نیند سی جو تیر تیری لاف
لیں دلکی اپنے بانکو خاموش
ہی اب جو بیان وصل دلدار
اک شب کہ تھی رشک لیلۃ القدر
ہر ایک دکانمین ہر بازار
تھے اہل فنون جا بجا پر
بیٹھا کوئی جامِ [illegible] گلگون

قارون سے سوا ہو تو انگر
رخسارہ سے رنگ رو ہو پیدا
بشاش ہوا دل برہمن
خندان ہوا ان کا خاطر شاد
خواہش ہی تو تیری زندگی کی
ہاتھ آئی جو تازہ یہ مسرت
ہم عشق سے ہو ہمکلام محبوب

اک دن بولی کہ اے گرفتار
کیا سخت پڑی ہی تجکو مشکل
شادی سے غم کہین گیا بھول
کی عرض کہ ہون غلام تیرا
طے کرکے طریق عذر خواہی
محظوظ ہوا وہ دل کا ساقی
ساقی ہی لالہ گون ہی بھر جام

وصل عاشق بامعشوق با آن بہار وہ گذرنی عجب
منفعل آئینہ اسکندری و جام جم

ہی کشتی می اجری سواری
میخوار دلون کا بادشاہ ہی تو
ہی ورد تیری الٰہی صاف
تا چند یہ سب فضول بیہودہ
کہتے ہین یہ اہل بیان ہشیار
نکلے گردون کو کیا وہ بدر
شب کو وہ مشتری جو ہر [illegible]
محتاج ہی جسکو دیکھکر مہر
کہتا کوئی یا ان فی [illegible]

ازبسکہ ہی عشق پاک تیرا
بہتی ہی تیری ہو شاہی
خامہ ہی ہی قرا وہ تیر بزرہ
کر ذکر حکایت برہمن
جب یار سے اوسنے وہ پایا
قندیل چراغ طور روشن
رکھا کہیں عود مشک عنبر
گوشی میں باغ خلد کا تھی
ہر سمت پری رخان طناز

ہی کسکے سبب سے گلو آرام
کرکچھ تو بیان حالت دل
اوس گل سے یہ سنتی کی گل
ہی درد مدام نام تیرا
وہ غرقہ موج شب [illegible]
گھر کی جانب گیا ارادہ
بیہوش کا بھی حصول مطلب
لکھے احوال یہی حجابی
بیکیفی ہی می سے ہی تجھ
ہی منصب عشق پاکی تیرا
طاعت ہی تری گناہ [illegible]
جو کرتا ہی صبح سی شبنم
جسکا ہوا دستار [illegible]
پھولے نہ ہرنگ گل سمایا
تھا جوک برنگ صحن گلشن
پھولے کہیں مہک وہ گل تر
ہر جا آواز قلقل [illegible]
مشغول اٹھانے عشوہ ناز

ہر ایک کا چہرہ مہر تابان | کمرہ ہر ایک مثل گلستان
اک مست شراب کامرانی | اک سرخوش بادہ جوانی

سرگرم سخن کہیں گلندار | خاموش کہیں کہڑی خریدار
پہر آگئی دکان رنگ طاس | آراستہ جلتے جہاڑ و فانوس

رکہا سر و برگ خوبروئی | کتہا کرتا تہا مشکبوئی
ہر بادہ کا رنگ زعفرانی | سرمایہ خندہ جوانی

بیلے جوہی کی پہول اور ہار | خوشبو سی لگی دکان عطار
اک زاویہ مین مہہ پیکر | بیٹھے ہوے مثل مہر انور

رکہا ہوا پاس کل سامان | بیٹھا ہوا غنچہ گل بدامان
مے کا بلورین آبخورہ | خورشید تہا سنگ کا کٹورہ

تہا صحبت بزم بار مجمر | انگارہ تہی جسکی شکل اختر
کولا ہر ایک نافہ مشک | تہا اوسکے مزاج سی سوا خشک

ہر شخص وہان تہا شاد و مسرور | جو آنکہ تہی نشہ مین چور
پونہچا یہ جوان بہی اوسجگہہ | بوسہ دیا پہلے خاک رہ پر

پہر بیٹہے بہم یہ دونون یکجا | اک برج مین جسطرح سی جوزا
دکہلا کے ہزار زینت و زین | گردون نی کیا قران سعدین

جسوقت ہوئی مراد پوری | خود دور ہوا حجاب دوری
تازہ جو بندہا خوشی کا آئین | بہولے دل سے ملال دیرین

دکہلائی جو جذب دل نے تاثیر | تقدیر سی راست آئی تدبیر
خاطر سی نفاق ہو گیا دور | اوس مہ سی محاق ہو گیا دور

الفت نی دکہائی اپنی تاثیر | تہری ہوئی سرو سی بغلگیر
کہنے لگے بدتون کی باتین | کرنے لگے مستیون کی گہاتین

دو دل کیے چرخ نی فراہم | ہونے لگے اختلاط باہم
کہولے مثل ہلال آغوش | مہتاب سی تہا چکور ہمدوش

دونون ہوے جبکہ نشہ مین چور | آپس مین بدل تہا وصل منظور
لپٹے آخر وہ دونون باہم | بہرنے لگی لطف عیش مین دم

کیا دونو کو عیش سرمدی تہا | اک عالم وجد بیخودی تہا
اک دوسرے سے ملے بلا فصل | وصلی کیطرح سی ہو گئے وصل

قسمت نی جو کردیا فراہم | مدغم ہوی وہ دو حرف باہم
یون دوست سے لگ گیا وہ دشمن | جسطرح ہو رشتہ اور سوزن

اوس سیل نی منزل دل مین رہ گئی | خامہ نی دوات مین جگہہ کی
کانٹے نی وہان غنچہ کہولا | پہوڑا تقدیر کا پہپہولا

مطلب عشاق کا بر آیا | آغوش مین قد دلبر آیا
رستم نی ہفتخوان کیا سر | پونہچا ظلمات مین سکندر

ذرہ ہوا آفتاب تابان | چیٹی ہوئی ہمسر سلیمان
تہا دو دل ابر کا جو ہمسر | جو قطرہ گرا ہوا وہ گوہر

تهی غنچه کو خار سی جو کاوش — آخر شبنم نی کی تراوش
جب صبح کو آفتاب تابان — سوی گرون ہوا شتابان
گم ہوگئی رات کی علامت — کی شاہ کی توپ نی قیامت
وہ دونو پلنگ پہ تهی سیر — سوتے سوتے ہوئی بہت دیر
غم بهولے ہوئے بخاطر شاد — اوٹهے دونون بشکل شمشاد
حمام [illegible] ساتهه — دهوی دونون نی جاکی منه ہاتهه
طعن ایک نی دل لگی مین کهینچی — آنکهه ایک کی ایک سی تهی نیچی
جب دل لگی ہوئی مراد حاصل — جی از سر نو گیا وہ بیدل
آیا دل بیقرار کو صبر — گویا اوسی خیر ہو گیا جبر
خورشید رہا ہوا گهن سی — بت ملگیا اپنی برہمن سی
آزادی بخت نی دکهائی — شیشی مین پری اسیر پائی
پہنی عاشق لباس دیبا — آغوش مین اک عروس زیبا
شادی مین وہ عاشق دل افروز — کرتا یونہین بسر شب و روز

کیا آگے گرون مین حسن ساقی — بهرتا ہی قلم کی منه مین پانی
منه مهر نی نقاب مین چهپایا — زاہد نی اذان کا غل مچایا
دکهلایا سحر نی رخ جہان مین — خواب آگیا چشم پاسبان مین
جنبش نی نسیم کی جگایا — خورشید نی آئینہ دکهایا
تها اگرچہ گل ایک ایک بلبل — پر ہنستی وہ دونون صورت گل
شب کا وہ مزہ جو یاد آیا — ایک ایک کو دیکهه مسکرایا
باہم ہونیلگی اشارے — شرمکی وہ نیاز و ناز سارے
پا کر سامان شادی و برگ — بالیدہ ہوا دہی سر و برگ
آئینہ دل نی نور پایا — سینہ نی بہت سرور پایا
توڑا قفل امید بستہ — جوڑا سر رشتہ گسستہ
رہتی اک دوسرے سی باہم — تها عید اونہین مہ محرم
بیٹهی تو منه سی تدرو کیطرح — اوٹهی تو چلی وہ سرو کیطرح
قسمت نی کیا جو وصل تجویز — کهتا تها کہ مین بهی ہون کوئی چیز

لیتا کبهی دل سی نام مهوش — پڑهتا کبهی یہہ کلام مهوش

غزل

[illegible] وہ رشک عیسی دم نکلتا ہے — ہزارون مر گئے جیتے نہین دم ہمارا نکلتا
اجل آتی ہی قسمت مین نصیب دشمنان ہوکر — وہ قتل اور ہمکو کرتی ہین ہمارا [illegible] نکلتا ہی
اجازت ہمکو رہنی کی نہین [illegible] — غضب کیا ہے فردوس سے آدم نکلتا ہے
بہت مشکل ہی [illegible] — جو فرط شرم سے [illegible] نکلتا ہے

حقیقت [illegible] نہین [illegible] اعلی کی — ۹ قمر چهپتا ہی حسد [illegible] اعظم نکلتا ہے
لب گلگونہ پہ وہ ملتی ہین مسی کی آتش — تماشا ہی کہ کان لعل سی [illegible] نکلتا ہے
سوا مسلخ قصاب سی [illegible] کوچہ قاتل — کوئی بسمل تڑپتا ہی کسیکا دم نکلتا ہے
نہ رہنما بار [illegible] قسمت [illegible] — نزاکت [illegible] نکلتا ہے

لسان کو عشاق کے سر کہتا ہی [illegible]
شب فرقت میں اپنی ہی [illegible]
تھی عیش و نشاط اوسی نہی فکر
برسات کا موسم آیا ناگاہ
خورشید افق میں ہو گیا غرق
نزدیک تھا موسم بہاران
آواز طیور نغمہ پرداز
ہر شخص تھا مست آب گلرنگ
پر مغز تھا دان کدو ہی بی مغز
سر پٹکے شیشے نی جو پٹکا
عاشق ہو انشد پی کی بدمست
چلتے ہو نہیں سحر سی تا شام
اندیشہ نہ تھا [illegible] کسی کا
یوں ہاتھ ہی کبھی سپہر کا دور
اک شیشہ می پلا دے ساقی
وہ ساغر لالہ گون کہاں ہے
بیہوش وہ رند ہی ایسا
[illegible] نشہ [illegible] مستی
اوٹھی ہی سمجھ [illegible]

تیرا جس کو چیدہ سی ہی [illegible]
بہجا ہی عجب [illegible]
اندیشہ و رنج کا ہو گیا دور
لی ابر نی آسمان کی راہ
چمکی [illegible] بار کی طرح [illegible]
تھوڑی سی بہت [illegible] باران
الحان مغنیوں کا دمساز
ہر کان میں بانگ بربط و چنگ
جو دل میں چھپا ہی تھا [illegible]
اوٹھ اوٹھ کے سبو [illegible]
معشوق تھا اوسکے [illegible]
جام اور نہ تھی ہو دور ایام

عذار پہ عرق [illegible]
رہتا تھا اسی طرح وہ [illegible]
آیا جو وہ آفتاب تابان
اک روز کہ عید سی نہ تھا بہتر
بادل آئی علی التواتر
بادل کا اسکے تھا تسلسل
طنبور چکار کا [illegible] قانون
تھا کشتی می کو جو کنارہ
تھی بادہ پری کا جو نمونا
شیشے کی طرف جھکے [illegible]
گو غنچہ دہن تھا شیشہ [illegible]
کرتا تھا خوشی کی روز و شب بات

سنا ہی [illegible]
معشوق [illegible]
گھر ہو گیا رشک [illegible]
تانی ابر سیہ نی چادر
باران نی بہی کیا تقاطر
غنچہ [illegible]
الحان [illegible] افسون
کرتا تھا خروش خم [illegible]
محفل میں [illegible]
مے پی گئی [illegible]
کہتا تھا کہ [illegible]
دن عید تھا [illegible]
کرتا تھا نہ خوف مفلسی کا
معشوق کا اسطرح [illegible]
بیہوش [illegible]
وہ بادہ [illegible]
بیہوشی میں [illegible] ہوشیاری [illegible]
پیمانہ سی بلند [illegible]
کرتا ہی [illegible]

در رومی رنگ رخ معشوق گرد و پیچہ گل
بشنو ان سید ادکش بہ بہمن گذران صنم

دنیا میں نہیں کسی نی دیکھا
[illegible] اوسکا ہی [illegible] مستی
[illegible]

گو رند شراب ابر ہی اور وہ
جام اوسکے نشاط کا ہی [illegible]
پیتا ہی شراب [illegible] جام

پھر ایک سی آشنا ہی کوئی کا
کرتا ہی طواف میکدون کا

رکھتا ہی حکمیہ مین مرکز
ہی عقد مین اوسکے دختر رز

شغل اوسکا مدام بادہ نوشی
سودا اوسکا ہی خم فروشی

پیتا ہی وہی شراب ہیہات
آباد وہی کری خرابات

گو اندنون چرخ امتحان سے
مجبور ہی بزم میکشان سی

رکھتا نہین ہان وجود کا ہوش
پھر ساغر می کچھ اور تھا ہوش

کرتا ہی اگرچہ خود فروشی
شیوہ اوسکا ہی عیب پوشی

ہی اب جو بیان زن بہ نگاہ
بھرتا ہی گلوی خامہ یون آہ

یعنی گذری ہی جو یونہین کچھ عید
تھا برہمن غریب خورسند

جب تک تھا مال پاس اوسکے
مجموع سے ہے حال اوسکے

جب بال نی قصد ہی کشی کی
توقیر گھٹی اوس آدمی کی

دیکھا جو جوان نی یہ قرینہ
سوچا کہ بس اب عبث ہی جینا

نفرت کرتا ہو جسسی دلبر
مرنا اوسنے زیست سی ہی بہتر

یہ سوچ کی اوٹھ کھڑا ہوا مرد
دلسوختہ کھینچ کر دم سرد

آیا تو وہ مثل خنجر تیز
کھینچی تھی زبان تیغ خونریز

بولا وہ کہ جو کہو بجا ہی
لیکن مرا قصور کیا ہی

ہی جیسے ہوئی زر سی محتاج
لیکن تمنے کیا ہی تاراج

اوس ہٹ نی یہ سنکی ہوکی غمناک
گبھرا کے لگی یہ کہنے چالاک

چہلاتی کہ ہٹ یہان سے چل جا
باہر مری گھر سے نکل جا

حلوا تری بھیجے کا لگا دان
حلوا شعری تری ہین کھاؤن

تو گور سی بھی جو ہو ہم آغوش
پہنو تم ہی ل کی پاپوش

کرتا ہی چبا چبا کی ہر بات
کمبخت ہی بچپا ہی دن رات

مرنے سے تو بہت وہ ہو تم
الحمد کہ ہے کہین وہ غم

مرجاؤ تو سبکو آئی افسوس
ہم بھی کہین ہی ہا افسوس

بولا وہ کہ گر یہی رضا ہے
سر پر مری کھیلتی قضا ہے

منظور تھا ولے اسکا آزار
بولی وہ سپیل سیہ کار

نفرت سی سبکی جو پر تازہ
دیکھا نہ کسیکا بھی جنازہ

مرنیکو ہزار دفعے کہا ہی
مرتے نہین ایک کو سنا ہی

یونہین مرتے ہو لا ابالی
ہوتا شہر آدمی سی خالی

سب ہوتے ہین زندگی مین قربان
مرنے سی سبھی ڈراتی ہین جان

دیکھے لاکھون ہین گورے کالے
آئے نظر اک نہ مرنے والے

تم کیا ہو بچارے جم مر گئے
اس شکل یہ عاشقی کر گئے

تم کیا ہو تمہاری کیا حقیقت
گھس جائیگا سب ابھی اشیخیت

چل دور نکر زیادہ تقریر
ہی صحبت بد کی کچھ تو تاثیر

مینے کبھی دن سے زندگی بازی
ہمسے کرتا ہی جلد بازی

مرتی آتی ہین یہان نگوڑی
بک بک کے ہمارے کان پھوڑی

سب باتین جو کہہ چکے وہ آخر
عشاق کشی ہی عادت ہی انکی
ساقی تری ہی تہو نکی یون ویران
اس دور مین ہی ملال مجھکو
بیہوش ہیو شراب گلرنگ
سبحہ توڑین فقیہ و زاہد
مینا مے لعل سے ہو سینا
ہی اب جو حکایت غم و درد
سید ہا سو چا وہ ترک جانکو
ایا ور یا حبیب کنارے سے
امید وصال دلسی کر دور
جسکو نہ خدا کا ڈر ذرا ہو
آفات سے منہ ذرا نہ موڑا
جو اوسکے تھے دوست اور غمخوار
جب اونسے سنا کہ مرگیا وہ
کہنے لگی مین بلا سے چھوٹی
اونسے جب یا ابھی دنیا رنج
کہتے تھے اسیطرح وہ جیدرو

بکتے بکتے تھکے وہ آخر
بیداد مین ہی عادت انکی

صد حیف کہ یہ تبان بدکیش
تابوت ہزارون کے نکالے

ازازل ہنگام قسمت کاتب قدرت کو
عاشقان اے جان تمہاری ماہ رویان را ستم

کیون بیٹھے ہو دور چرخ سے تنگ
ہی ساقی کو تر اسکا شاہد
دکھلائے تماشے رقص مینا
پہرتا ہی خامہ یون دم بدم
اولٹے پانوون پھر مکان کو جو
ہوتا تھا غریق غم کے مارے
بیٹھا وہ مکان مین اپنی مجبور
اوسکو حاکم کا خوف کیا ہو
گو مرگیا نام زندہ چھوڑا
کاندھے یہ اوٹھاکے لاتے نجبا
جی سی اپنے گذر گیا وہ
جاتا رہا درد آنکھ پھوٹی
تا حشر اوسے نشہ و رنج
بھولے تو ہوے سینہ و سر

می نوشی مین نام تم نکالو
شعلے جو اوٹھائے آتش نے
میخانہ کا بند و بست ہو جائے
شاہد نے یہ جب اوسی سنایا
جیب دل زار مثل گل چاک
باندھے ہوئے کیطرف بہانے
منہ عذر سخن مین سب سے کالا
القصہ وہ عاشق دلاور
یارون نے یہ دیکھکر کیا غم
سب لگئے ہجر کے کنارے
شادان ہوئے ایسے وہ ستمگر
سر پیٹ اوسکے پہاڑ لوٹا
کوئی نگرین تلاش اوسکی
ہی زندہ وہ ساقی اسکی تک

ہین ظالم سخت گو تہ اندیش
لاکھون بے جرم مار ڈالے
جو سب کرتے ہین میکشی کا سامان
دے جام کو اوٹھا حال مجھکو
خورشید کو جام میں ہالو
ہوجائے کباب خود طلب سے
زاہد کا وضو شکست ہو جائے
نقش اوسکی امید کا مٹایا
سخت اندیشہ مین جان غمناک
کرتا ہوا خودکشی کے سامان
احباب کو خبر یا و لولا
اوٹھا دنیا سے زہر کھا کر
پہنا سب نے لباس ماتم
ہونکا دلسوختہ کو بارے
جسطرح سے غنچہ گل کا ہو کھلی
ہیہات مرا غم پھر کو چھوٹا
کتنے بھی نکھائین لاش اوسکی
دیکھ آئی جا کی جسکو ہوش تک

عادت معشوق تو نکی ہے بیداد
خبر ظلم نہین انہین سبق یاد
یہ جور انہین روا نہین ہے
یون کہتی تو کیا ہوا نہین ہے

دی آتش آب رنگ ساقی
شیشے مین ہو جیسے رنگ باقی
بیہوش جو پی کی می ہو مخمور
کر دی تری دل کو بھی وہ مسرور

داستانِ عاشق و معشوق ای بیہوش ختم
کرده ام رانم کنون در ختم این نامه قلم

بر ناموران صبا دہ جہان
چون جلوهٔ آفتاب تابان

زین نامه چو هست حکم باری
گفتم بتکمیل روزگاری

یکهفته کشیده بار محنت
دادم بعروس نامه زینت
آمد چو شمار روز هر هفت
همچشم عروس گشت هر هفت

رفتم بطریق خودپرستی
کردم بمی مغانه مستی
گلهای سخن بدسته بستم
رنگ رخ ارغوان شکستم

با اینهمه فکر و رنج و کاهش
هرگز نه کسش نمود خواهش
دستش ز حنا نیافت رنگی
وین آینه را گرفت زنگی

چون بود دریتیم شهوار
پیدا شده تا کسش خریدار
کز آب هنر سرشته خاکش
پاکیزه رخش چو روح پاکش

جزویست ز نام او محمد
خاک کف پای او طبرزد
جزوی دگر ویست یعقوب
معنیش چو صورتش بود خوب

او مطبع کارنامه نامی
زو تخم علوم هم گرامی
روزی چو نظر برین سخن کرد
خندان خندان سخن بمن کرد

کای مست مے مغانهٔ عشق
وی رند شراب خانهٔ عشق
گر نامه نغز طبع گشتی
مشهور دیار و ربع گشتی

گفتم که توی طبیب و عطار
هم نسخه نویس و هم دوا آر
دانا چو سخن شنید از من
فرمود بخوشنویس قدغن

تا طبع شد این کلام موزون
با متن لطیف و لطف مضمون
منت بجناب کارساز است
کز منت خلق بی نیاز است

کاین نامه که مشک از و به بو
آهوست ولی بری ز آهو
وین نسخه که هست داروی دل
بی خوردن خون نگشت حاصل

این ره رفتم بپای خامه
بستم بسر سخن عمامه
می نیست حلال اگر بکیشم
خونابه جوش درون چو ریشم

شیرین نبود چسان مذاقم
لذت بخش صد نه فراقم
ارباب فضیلت و خطاپوش
دارم بدل این امید بیهوش

در عیب نظر کنند ور دی
از در رو کنند صاف این می
ساقی گرد سر تو گردم
زود آی که در غم تو مردم

ده ساغر بادهٔ شفق رنگ
کز دیر نشسته ایم دلتنگ

تاریخ طبع مثنوی کرشمۂ عشق از بدمست خان صہیکش

سرایم بنام خداوند پاک	اگر زو ہست صابر وزنا صبور	خداوند معشوق عشاق نیز	خداوند شاکر خدای کفور
پس از حمد او گویم آن ماجرا	که چون کرد طوفان خروج از تنور	چه طوفان محشر که بود آب و آتشک	که گرد از تنور دو چشمان ظہور
بحمد الله این نامه چون گشت طبع	در افتاد آوازہ اش تا به دور	بیک لحظه از قول بیہوش شد	بدل ناز خسار خوبان بنور
چنان کیم این بر همین نظم حاذق سپرد	نزاید چنین مادر دہر پور	بر افعال کی آمد از این ہر دو کس	تاسف نمانید اناث وذکور
پی سال کردم چو بیہوش سوال	چنین گفت ملہم ز تقصیر قصور	چو بر نام یزدان شد این نامه ختم	بود سال طبعش بلفظ غفور ۱۲۸۶

خاتمۃ الطبع

حمد خالق کائنات چھوٹا منہ بڑی بات ہے کہ ما عرفناک حق معرفتک ارشاد حضرت سرور عالم مفخر موجودات ہے اور نعت حبیب رب جلیل جو نجات دارین کی سبیل ہے اور درود لائے آل اطہار و اصحاب کبار جو ایمان کی دلیل ہے اوسکے اعادہ سے انسان ضعیف البنیان مجبور ہے کہ حیطۂ فکر رسا سے بہت دور ہے پس جسکی شان مین خداوند عالم خود فرمائے لولاک لما خلقت الافلاک ممکن ہے کوئی بشر رتبہ مدارج علیہ کو پائے اللہم صل علی محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین اما بعد عاشق مزاجان محبت خو و شگفتہ طبعان عربدہ جو کو مژدہ پہونچے کہ فی الحال مثنوی کرشمۂ عشق تالیف شاعر شیرین تقریر ناظم خوش بیان بے نظیر رنگین طبیعت ماہر رموز فصاحت و بلاغت عالی فہم نازک خیال جناب منشی گوردیال صاحب متخلص بیہوش مطبع کارنامہ مین حلیہ طبع سے آراستہ و زیور تکمیل سے پیراستہ ہوئی غالب کہ یہ عروس زیبا نوجوانان شوخ مزاج کو پسند آئے چہرۂ مضامین لربا بجائے مجنون وار اس لیلے شمائل کی طلبگار ہون فرہاد منش کلام شیرین کے خواستگار ہون

